کتب خانہ فاضلیہ کے چند نوادر

اختر راہی

ٹیکسلا کے شمال اور شمال مغرب میں دریائے ہرو بہتا ہے جس کے پانی سے کناروں پر آباد دیہات میں آبپاشی کی جاتی ہے۔ ٹیکسلا سے حسن ابدال تک کا علاقہ "پنج کٹھہ" کہلاتا ہے یعنی وہ علاقہ جو دریائے ہرو کے پانچ نالوں سے سیراب ہوتا ہے۔ "کٹھہ" مقامی زبان میں مصنوعی نالے کے لئے مستعمل ہے۔

"پنج کٹھہ" زمانۂ قدیم سے علماء و صوفیاء کا مرکز رہا ہے۔ اس علاقہ کی شادابی اور حسنِ فطرت کی فراوانی نے اہل اللہ کو یہاں سکونت پذیر ہونے پر مجبور کیا۔ ان ہی دیہات میں ایک "گڑھی افغاناں" ہے۔ یہ گاؤں ٹیکسلا سے چار میل شمال مغرب اور حسن ابدال سے تقریباً پانچ میل شمال مشرق کی طرف واقع ہے۔

گڑھی افغاناں میں حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ (م ۱۲۶۷ھ) کے خلیفہ خواجہ محمد فاضل شاہؒ (۱۲۹۰ھ) کا قیام تھا۔ وہ اصلاً میرپور (آزاد کشمیر) کے رہنے والے تھے مگر اصلاح معاشرہ اور تبلیغ کی خاطر اس علاقے میں آرہے تھے۔ اُن کا وصال ۱۲۹۰ھ میں ہُوا۔ موصوف بلند پایہ عالم دین اور صوفی تھے۔ مُلّا اخوند صاحب سوات (م ۷ محرم ۱۲۹۵ھ) سے ان کے مناظروں کا ذکر ملتا ہے۔ اُس زمانے میں ملا اخوند بعض مسائل میں انفرادیت رکھتے تھے اُن کے خیال میں تمباکو اور نسوار کا استعمال حرام تھا۔ جن زمینوں میں یہ فصل کاشت ہوتی تھی اُن سے کوئی دوسری فصل حاصل کرنا بھی ناجائز تھا۔ اس لئے تمباکو کی حلت و حرمت کے مسئلے پر ہی بکثرت تصنیف و تالیف ہوئی خواجہ محمد فاضل شاہ مرحوم کا اسی موضوع پر اُن سے بحث مباحثہ ہوتا تھا۔

خواجہ محمد فاضل شاہ مرحوم کی یادگار "کتاب خانہ فاضلیہ" ہے۔ جسے اُن کے جانشینوں نے علمی خزینہ بنادیا ہے۔ خواجہ مرحوم کے جانشین خواجہ محمد عبداللہ صاحب تھے۔ ان کی زندگی میں کتابخانہ میں خاطر خواہ کتابوں کا اضافہ ہوا۔ مرحوم کو قلمی کتابوں سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ وہ بڑی سے بڑی قیمت ادا کر کے بھی کتاب حاصل کر لیتے تھے۔ ان کے عقیدت مند اپنے پیر و مرشد کو کتابیں ہی تحفۃً پیش کرتے تھے۔ کیوں کہ ان کی نظر میں سب سے بڑی نعمت کتاب ہی تھی۔

خواجہ محمد عبداللہ صاحب کے بعد موجودہ سجادہ نشین خواجہ محمد اعظم شاہ صاحب کے والد خواجہ محمد اکرم صاحب نے مسند کو رونق دی۔ اُنھوں نے بھی کتاب خانہ کو جواہر سے بھرا اور اپنی یادگاریں چھوڑیں۔ موجودہ سجادہ نشین خواجہ محمد اعظم صاحب بھی کتابیں خریدتے رہتے ہیں۔ تاہم قلمی کتب کا ذخیرہ ان کے آبا و اجداد ہی کا فراہم کردہ ہے۔ موصوف بلند پایہ فقیہ اور عالم دین ہیں۔ سلسلۂ چشتیہ کے بزرگوں میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

کتب خانہ فاضلیہ کی بنیاد رکھے تقریبًا ایک صدی بیت چکی ہے۔ مسجد اور مقبرہ حضرت فاضل شاہؒ کے درمیان کتب خانہ کی پختہ عمارت ہے۔ کتابیں دیلواری الماریوں اور دیواروں کے ساتھ لگے ہوئے تختوں پر رکھی گئی ہیں۔ یوں تو کتابوں کی حفاظت کی ہر ممکن کوشش کی جاتی ہے تاہم دَورِ جدید کے تقاضوں کے پیشِ نظر انتظامات ناقص ہیں۔

کتب خانے کی فہرست فن کے اعتبار سے تیار کی گئی ہے۔ خطی اور مطبوعہ کتابوں کی تعداد ۱۴۵۰ ہے۔ خطی نسخے تقریبًا دو سو ہیں۔ راقم نے اس گنج گراں مایہ کی مجمل فہرست "مجلس نوادراتِ علمیہ اٹک" کے لئے ترتیب دی ہے۔ جو زیرِ طبع ہے۔

اس مختصر مقالہ میں فارسی مخطوطات میں سے چند نوادر کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

ترجمہ قرآن مجید (فارسی)

یہ نسخہ قرآن مجید کے درمیانی دس پاروں پر مشتمل ہے۔ اورنگ زیب عالم گیر (م ۱۱۱۸ھ) کے ہاتھ کا لکھا ہوا بتایا جاتا ہے۔ آغاز میں دو مہریں ثبت ہیں جن میں سے ایک "سید علی بادشاہ

عالمگیر ۱۰۸۶ھ" پڑھی جاتی ہے اور دوسری میں سال "۱۰۹۵ھ" درج ہے۔

ترجمہ مروجہ فارسی تراجم سے مختلف ہے۔ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ اورنگ زیب عالمگیر ہی نے یہ نسخہ لکھا تھا۔ تاہم اتنا یقینی ہے کہ ان کے کتب خانے کی زینت رہ چکا ہے ممکن ہے ان کے استاد "سید علی الحسینی جواہر رقم" کا مکتوبہ ہو۔

متن قرآن مجید جلی قلم سے دیدہ زیب خطِ نسخ میں لکھا گیا ہے۔ اور بین السطور خطِ نستعلیق میں ترجمہ درج ہے۔

البحر المواج والسراج الوھاج

ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی (م ۲۵ رجب ۸۴۹ھ/۱۴۴۵ء) کی مشہور تفسیر قرآن ہے۔ سلطان شمس الدین ابوالمظفر ابراہیم شاہ کے عہد (۸۰۴ھ — ۸۴۴ھ) میں لکھی گئی تھی اور ابراہیم شاہ کے نام معنون ہے۔

مکمل تفسیر تا حال طبع نہیں ہوئی صرف چار ابتدائی سورتیں طبع ہوئی ہیں۔ تفسیر "البحر المواج و السراج الوھاج" (بحرِ مواج) کے مخطوطات دنیا کی اکثر لائبریریوں میں موجود ہیں مگر کسی معروف کتب خانے میں مکمل نسخہ نہیں ہے۔

پنجاب یونیورسٹی ذخیرۂ شیرانی میں پہلی دو جلدیں ہیں (رک: فہرست مخطوطاتِ شیرانی۔ جلد اوّل ص ۱)۔ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں سورۂ الحمد سے سورۂ توبہ اور سورۂ ص سے سورۂ والناس تک موجود ہے (لباب المعارف العلمیہ۔ ج اوّل)۔

ابتدائی آٹھ پاروں پر مشتمل ایک نسخہ قاضی اللہ بخش قریشی ساکن جلال پور پیروالا کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ (رک: نمائش نوادرات و مخطوطات جشن ملتان)۔

بیرونِ پاکستان انڈیا آفس لائبریری لندن، بانکی پور پٹنہ اور ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کلکتہ میں نامکمل نسخے ہیں۔ انڈیا آفس لائبریری میں سورۂ الحمد سے سورہ کہف تک کا حصہ ہے۔ سورۂ مریم سے سورۂ الناس تک کے اجزا ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کلکتہ کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی شعبۂ تاریخ کے استاد اور مشہور محقق جناب پروفیسر محمد اسلم صاحب نے بڑی تگ و دو کے بعد دونوں جگہوں سے دونوں حصوں کی مائیکرو فلمیں لی ہیں۔ پاکستان بھر میں غالباً مکمل نسخہ کی ایک ہی فلم ہے جو پروفیسر موصوف کے پاس ہے۔

یہ تفسیر کتب خانہ فاضلیہ میں تین جلدوں میں موجود ہے۔ چند اوراق افتادہ ہیں۔ نسخہ نہایت خوشخط اور صاف ہے۔ نام کاتب اور تاریخ کتابت درج نہیں۔ البتہ تیسری جلد کے آخر میں ایک مہر "شکر خان ولد فتح خان ۱۲۰۰ھ" پڑھی جاتی ہے۔

تفسیر سورۂ یوسف

مولانا معین الدین ہروی المعروف بہ معین المسکین (م ۹۰۷ھ/ ۲ - ۱۵۰۱ء) کی تفسیر "حدائق الحقائق فی کشف الدقائق" خاصی مشہور ہے۔ اس تفسیر سے ماخوذ سورۂ فاتحہ کی تفسیر "اسرار الفاتحہ" جدا ہے۔ مؤلف نے سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی تفسیر کے بعد احباب کے تقاضا پر "آل عمران" کے بجائے "سورۂ یوسف" کی زیر نظر تفسیر لکھی۔

کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں۔ ۲۴ × ۱۸/۵ س م کی تقطیع پر کرم خوردہ، پیوند شدہ، مجروح العبارت اور خاصا پرانا نسخہ ہے۔ کاغذ سے تقریباً دسویں صدی کا مکتوبہ معلوم ہوتا ہے۔ کتاب کا زیادہ حصہ خط نستعلیق میں ہے۔ آخری حصہ خطِ نسخ میں کتابت کیا گیا ہے۔ آخر میں ایک مہر ثبت ہے۔

المراۃ فی شرح اسماء المشکوٰۃ

فارسی زبان میں مشکوٰۃ المصابیح کے "اسماء الرجال و الاماکن" پر نادر الوجود تصنیف ہے۔ اس کی تالیف سے مؤلف نصر اللہ بن عبد السلام اٹکی اواخر ذی الحجہ ۱۱۲۶ھ میں فارغ ہوا۔ افسوس کہ نصر اللہ بن عبد السلام اٹکی کے حالاتِ زندگی دستیاب نہیں ہیں۔

مؤلف نے کتاب ۱۱۲۶ھ میں لکھ دی تھی مگر مبیضہ بنانے میں تقریباً ڈیڑھ سال لگ گیا۔

موجودہ نسخہ ۱۱۴۷ھ کا کتابت شدہ ہے۔ کاتب کا نام درج نہیں ہے۔

یہ نسخہ بڑی تقطیع پر خطِ نستعلیق میں لکھا گیا ہے۔ اعلام اور فصول کا آغاز سرخی سے لکھا گیا ہے۔ آغاز میں مؤلف نے سببِ تالیف، ترتیب اور اپنے ماخذوں پر روشنی ڈالی ہے۔ مؤلف نے اشعۃ اللمعات (شیخ عبدالحق محدث دہلوی)، مرقاۃ (ملا علی قاری)، توشیح علی صحیح البخاری (سیوطی)، شرح شمائل اور خلاصۃ الطیبی وغیرہ سے اکتساب کیا ہے۔

اسمار مشکوٰۃ کو حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اختتام کتاب پر مؤلف نے خواب میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مؤلف سے کتاب لے کر مطالعہ کی اور ان کا چہرہ متبسم تھا۔ اس واقعہ کو مؤلف نے تفصیل سے لکھا ہے۔

کتاب ایک مناجاتی نظم پر ختم ہوتی ہے۔ چند آخری اشعار درج ذیل ہیں:

زبحرِ رحمت حق نم ترا بس
نگاہی سید عالم ترا بس
الٰہی تا زمین و آسمان است
عناصر را بیکدیگر قرآن است
سلام تو بر رحمتہای بے حد
بود نازل بر روح پاک احمد
و بر اولاد و اصحابش گرامی
و بر اتباع دینِ او تمامی

تیسیر القاری شرح صحیح البخاری

ـــــــ جلد اوّل ـــــــ

مولانا نور الحق دہلوی (م ۱۰۷۳ھ) بن شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے صحیح البخاری کی فارسی میں شرح لکھی۔ مطبع علوی محمد علی بخش خان لکھنؤ سے شائع ہو چکی ہے۔ تاہم متداول اور مقبول ہونے کی

وجہ سے اس کے کئی خطی نسخے ملتے ہیں۔ گیلانی لائبریری اُچ شریف میں ایک اچھا نسخہ موجود ہے۔ زیرِ نظر نسخہ ۱۲۷۷ھ میں کتابت کیا گیا تھا۔ کاتب نے آخر میں قطعہ تاریخ لکھا ہے:

شدم چوں فارغ از تحریر و رقمش
دلم شد طالب تاریخ ختمش
سروش از ناگہاں فرمود دیرا
جزاک اللہ فی الدارین خیرا

۱۲۷۷ھ

جلد اوّل آغاز سے لے کر "کتاب الصوم" تک ہے۔

اشعۃ اللمعات

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) کی مشہور تصنیف شرح مشکوٰۃ المصابیح ہے۔ مکمل نسخہ تین جلدوں میں ہے۔ دنیا کے اکثر کتب خانوں میں اس کے نسخے ملتے ہیں۔

کتاب خانہ فاضلیہ کا نسخہ اوسط درجے کے خطِ نستعلیق میں کتابت ہوا ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح کے متن کو واضح کرنے کی خاطر اُس پر سُرخ خط کھینچے گئے ہیں کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں۔

مکمل نسخہ تین جلدوں پر حاوی ہے۔

جلد اوّل از آغاز تا باب الذکر لبعد الصلوٰۃ
جلد دوم از کتاب الزکوٰۃ تا کتاب المناسک
جلد سوم از کتاب البیوع تا آخر

چند اوراق افتادہ ہیں۔ جلد اوّل پر مالک کتاب "محمد ابراہیم" کی مہر ثبت ہے جس میں ۱۱۱۶ھ مندرج ہے۔ دوسری جلد میں کتاب کی قیمت کے بارے میں یہ یادداشت درج ہے "مالک محمد ابراہیم ہر سہ جلد ہشتاد روپیہ عالمگیری"۔ تیسری جلد پر "حافظ عبدالقادر عبدالمجید ۱۱۸۲ھ" کی مہر ثبت ہے۔

نور المعرفت شرح شمائل ترمذی

ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) کی تالیف "الشمائل" یا "شمائل ترمذی" بہت مشہور ہے۔ مدارس عربیہ پاک و ہند میں داخل نصاب رہی ہے۔ اس کے شروح و حواشی کثرت سے لکھے گئے ہیں۔

مؤلف نے اپنا نام نہیں لکھا البتہ "صفات نسبتی تاسکندری نقشبندی" درج کی ہیں۔ نسخہ پر کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں البتہ کاغذ سے معلوم ہوتا ہے کہ بارھویں صدی ہجری کی مکتوبہ ہے۔

مؤلف نے وجہ شرح ان الفاظ میں لکھی ہے: "خواندانِ اُو (شمائل) برای مہمات مجرّب اکابراست ...... نفع ایں کتاب مثل آفتاب عالمتاب بود شرح آں بہ لغت فارسی کرد بتوفیق اللہ تعالیٰ ..... نور المعرفت نامش قرار ساخت"۔

عربی عبارت نسخ میں لکھی گئی ہے اور شرح نستعلیق میں درج ہے نہایت خوبصورت نسخہ ہے۔ مؤلف (شارح) نے شرح سے پہلے تمہید لکھی ہے جو درج ذیل چھ فصلوں پر مشتمل ہے:

فصل اوّل در الفاظ مصطلحہ ائمہ حدیث۔ فصل دوم در فضیلت اتباع سنتِ نبوی۔
فصل سوم در دانستن حدیث۔ فصل چہارم در آداب راوی۔
فصل پنجم در آدابِ طالبِ حدیث۔ فصل ششم در بیان کتابتِ حدیث۔

نورِ سرمدی

"نور سرمدی" قرآن مجید کے رسم الخط پر بہترین تالیف ہے۔ ہر سورہ میں اہم الفاظ کے رسم الخط پر گفتگو کی گئی ہے۔ رکوع، آیات، کلمات، حروف اور قاریانِ قرآن کے درمیان اختلافات کا شمار کیا گیا ہے۔ اسی طرح اعراب — ضمہ، کسرہ، نصب، جزم، تشدید، مدات وغیرہ کا شمار کیا گیا ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا ہے کہ یہ اعداد و شمار درست ہیں یا نہیں تاہم کچھ اعداد

فرو درد ے دیئے گئے ہیں ۔

مؤلف کا نام اور سالِ تالیف معلوم نہیں ہو سکا۔ یہ نسخہ ۱۲۸۹ھ میں "گل محمد" نامی کاتب نے کتابت کیا ہے۔

معیار الحقائق فی شرح کنز الدقائق

جلد اوّل

کنز الدقائق، علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن محمود نسفی (م ۷۱۰ھ) کی مشہور فقہی تالیف ہے۔ برِصغیر کے مدارس عربیہ میں شامل نصاب ہے کثرت سے اس کی شرحیں اور حواشی لکھے گئے ہیں مگر مقبول شروح میں سے ایک "معیار الحقائق" ہے۔ یہ ضیاء الدین محمد بن میر سعد اللہ حسنی حنفی کی تالیف ہے۔ شارح نے اسے دو سال کی مدت میں مکمل کیا تھا۔

کتاب خانہ فاضلیہ کا نسخہ "سید مرتضیٰ ولد سید عبدالہادی ساکن قصبہ گجرات شاہ دولہ" نے اپنے لیئے لکھا تھا۔ سید مرتضیٰ، نواب اللہ داد صوبہ لنگر کوٹ کے ہاں ملازم تھا۔ اُس نے یہ نسخہ پشاور میں ربیع الاوّل ۱۱۰۵ھ میں کتابت کیا تھا۔

خطِ نسخ کا یہ عمدہ نمونہ ہے۔ البتہ طرزِ کتابت سے احساس ہوتا ہے کہ کچھ حصہ دوسرے کاتب نے لکھا ہے، جلد اوّل مکمل ہے۔ جلد دوم کا ابتدائی حصہ بیع کے مسائل پر مشتمل ہے۔

"معیار الحقائق" مطبوعہ ہے۔

ترغیب الصلوٰۃ

ترغیب الصلوٰۃ فقہ حنفی کی اہم کتاب ہے جو محمد بن احمد الزاہد نے ابوالمظفر محمد شاہ کے عہد میں تالیف کی اور اس کے نام معنون کی ہے۔ موضوع کتاب "نماز اور اس کے مسائل" ہے۔

اس کتاب کا ماخذ ایک سو چھ (۱۰۶) کتابیں ہیں۔

کتاب "تین قسموں" پر منقسم ہے اور ہر "قسم" فصلوں میں بٹی ہوئی ہے۔

"ترغیب الصلوٰۃ" کے خطی نسخے کتاب خانہ گنج بخش مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان

راولپنڈی اور انجمن ترقی اُردو کراچی میں موجود ہیں۔ کتاب خانہ فاضلیہ کا نسخہ "محمد نعیم" نے "۱۱۱۱ھ" میں کتابت کیا ہے۔ عام عبارت خط نستعلیق میں ہے البتہ عربی عبارات نسخ میں کتابت کی گئی ہیں۔

تحفۃ النصائح

تحفۂ نصائح، محمد یوسف گدا کی کاوشِ طبع کا نتیجہ ہے۔ اُنہوں نے یہ نظم ۷۹۵ھ میں اپنے بیٹے کو مخاطب کرتے ہوئے لکھی تھی۔ اس نظم میں اخلاق و آداب اور امورِ شریعت کے متعلق نصیحت کی ہے۔ کتاب خاصی مقبول و متداول ہے۔ اس کے خطی نسخے اکثر کتاب خانوں میں ملتے ہیں۔

کتاب خانہ فاضلیہ کے نسخہ پر کاتب کا نام اور تاریخ کتابت ادھوری درج ہے یعنی دن اور ماہ تو لکھ دیا گیا ہے مگر سال نہیں لکھا گیا۔ یہ نسخہ کسی "عبداللہ خان" کے لئے لکھا گیا تھا۔ کاتب نے خاصی غلطیاں کی ہیں۔

مکاشفاتِ رضوی

مثنوی مولانا روم کی مختصر شرح "مکاشفاتِ رضوی" محمد رضا کی تالیف ہے جو ۱۰۸۴ھ میں مکمل ہوئی۔ مؤلف نے نام تالیف کے بارے میں لکھا ہے:

"چوں کلمہ رضا جزو علم ودیعت ارادت بندہ بدامن ارشاد حضرت امام رضا مستحکم است۔ ایں مکاشفات رضوی موسوم گردانید"

ناقص الآخر نسخہ ہے اس لئے کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں۔ آب رسیدہ اور کرم خوردہ نسخہ ہے لیکن متن کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ مثنوی کے اشعار سُرخ روشنائی سے لکھے گئے ہیں۔ پہلے ورق پر "برہان الدین" نام کی مہر ثبت ہے۔

اسرارِ مثنوی و انوارِ معنوی

دفتر سوم

مولانا روم کی مثنوی کو حلقۂ صوفیاء میں جو مقبولیت حاصل ہے کسی تعارف کی محتاج نہیں۔

بکثرت شروح وحواشی لکھے گئے ہیں۔ مولانا بحر العلوم فرنگی محلی کی شرح خاص مشہور ہے۔

عبداللہ خویشگی قصوری متخلص بہ عبدی مؤلف "معارج الولایت" نے مثنوی کی شرح "اسرار مثنوی و انوار معنوی" کے نام سے لکھنا شروع کی۔ فاضل نوجوان برادرم جناب محمد اقبال مجددی نے "عبداللہ خویشگی قصوری" کے احوال و آثار پر محققانہ کتاب تالیف کی ہے۔ انہوں نے "اسرار مثنوی و انوار معنوی" کے بارے میں لکھا ہے:

"اس شرح کے جتنے بھی قلمی نسخے پائے جاتے ہیں وہ صرف دفتر اوّل کی شرح پر مبنی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ عبدی نے عدم فرصتی کی وجہ سے صرف دفتر اوّل ہی کی شرح لکھی یا باقی دفتروں کی شرح ہم تک نہیں پہنچی۔" (ص : ۱۰۵)

نسخہ زیر نظر شرح مثنوی "اسرار معنوی و انوار معنوی" دفتر سوم ہے۔ ۱۱۰۲ھ میں عبداللہ خویشگی نے اپنے بھتیجے بدر الدین محمد کے اصرار پر دفتر سوم کی شرح لکھی۔ نسخہ پر کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں ہے۔ نستعلیق آمیختہ با شکستہ کا عمدہ نمونہ ہے۔ مالک کتاب "عبد الخالق خلف حافظ اللہ بخش" نے تین روپے میں یہ نسخہ خریدا تھا۔

نظم معنوی

مثنوی مولانا روم کے تتبع میں کہی گئی نادر الوجود نظم ہے۔ یہ نظم "قدوس" نے لکھی۔ "قدوس" کے حالات پر اس سے زیادہ روشنی نہیں پڑتی کہ وہ حضرت شیخ یحییٰ اٹکی کا مرید تھا۔ اشعار میں لکھتا ہے:

یاد کن از انتساب سالکان   شیخ یحییٰ در اٹک قطب جہان

بندہ قدوس با نیک اعتقاد   شد مرید شیخ یحییٰ با مراد

شیخ یحییٰ اٹکی معروف بہ حضرت جی بابا سلسلہ نقشبندیہ سے منسلک تھے ان کے حالات "تذکرہ صوفیائے سرحد" اور "تذکرہ علماء و مشائخ سرحد" میں تفصیل سے درج ہیں۔

قدوس نے یہ نظم ۱۱۵۰ھ میں لکھی۔

سال این تصنیف را ظاہر کنم   در مہ ذی حجہ روز ہفدہم

یکصد و پنجاہ و ہست یکہزار   مرضی حق جملہ آمد در شمار

کاتب کا نام درج نہیں البتہ کتابت "۱۰۷۵ھ" میں کی گئی۔ نہایت خوش خط لکھا ہوا نسخہ ہے۔ البتہ پیوندکاری کی وجہ سے بعض اشعار ضائع ہو گئے ہیں۔ اشعار کی تعداد ۳۱۶ ہے۔

این ہمہ ابیات در متن کتاب   شانزدہ باسیصد اند در حساب

یہ نسخہ "میاں شیخ محمد ضیا بن محمد جمال ولد کرم داد" کے لئے لکھا گیا تھا۔ ابیات کے درمیان جگہ خالی ہے غالباً باب یا فصل کا عنوان لکھنے سے رہ گیا ہے۔

"نظم معنوی" عرفان و تصوف اور سلوک کے مسائل پر لکھی گئی ہے۔ زبان سادہ اور رواں ہے۔

نقد النصوص فی شرح نقش النصوص

محی الدین ابن عربی نے "فصوص الحکم" لکھی پھر خود ہی اس کا خلاصہ "نقش النصوص" کے نام سے تیار کیا۔ مولانا عبدالرحمان جامی (م ۸۹۷ھ) نے اس کی شرح "نقد النصوص" لکھی۔ یہ شرح ۸۶۳ھ میں لکھی گئی تھی۔ "نقد النصوص" کے نسخے عام ہیں۔

رک : فہرست مخطوطات شیرانی۔ ج سوم ص ۶۷۲ - ۶۷۳ -

فہرست نسخہ ھای خطی کتاب خانہ گنج بخش جلد دوم ص ۵۹۴-۵۹۵۔

تفصیلی فہرست مخطوطات فارسیہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور   ص ۱۳۸/د

کتاب خانہ فاضلیہ کا نسخہ ناپختہ خط نستعلیق میں کتابت ہوا ہے۔ سال کتابت ۹۷۵ھ ہے۔ کاتب نے شکستہ خط میں لکھا ہے۔

"قد تمت ھذا الکتاب من ید المفتقر الی اللہ الصمد ..... ولی احمد عفی عنہ نہار الثامن عشر فی شھر رمضان المعظم ۹۷۵ھ"

کاتب نے خطِ طغریٰ میں دستخط بھی کئے ہیں۔

نفحات الانس من حضرات القدس

"نفحات الانس من حضرات القدس"، مولانا عبدالرحمان جامی (م ۸۹۷ھ) کی مقبول و متداول

تالیف ہے۔ انہوں نے یہ کتاب عبدالرحمان محمد بن حسین السلمی نیشاپوری کی طبقات الصوفیہ کی مدد سے ۸۸۱ھ اور ۸۸۳ھ کے درمیان لکھی، صوفیائے کرام کے تذکروں میں اسے جو مقبولیت حاصل ہوئی ہے وہ "طبقات الصوفیہ" کو بھی حاصل نہیں ہوئی۔

"نفحات الانس" کے خطی نسخے دنیا کی اکثر لائبریریوں میں موجود ہیں۔

رک: لباب المعارف العلمیہ جلد اوّل ص ۸۸۹۔

تفصیلی فہرست مخطوطات فارسیہ پنجاب پبلک لائبریری لاہور ص ۱۴۵۔

فہرست نسخہ ھای خطی کتابخانہ گنج بخش۔ راولپنڈی جلد دوم ص ۵۸۸ - ۵۹۳۔

فہرست مخطوطاتِ شفیع ص ۲۷۶۔

فہرست مخطوطاتِ فارسی کتب خانہ مولانا محمد علی مکھڈی ص ۱۳۔

فہرست مخطوطاتِ شیرانی جلد اوّل ص ۸۴۔

کتب خانہ فاضلیہ کا نسخہ نہایت خوبصورت نستعلیق میں کتابت کیا گیا معمولی کرم خوردہ ہونے کے باوجود مثالی ہے۔ کاتب کا نام "اللہ داد" ہے جو قصور کا رہنے والا تھا۔ لکھتا ہے:

" تمت بعون اللہ الوھاب ھذا الکتاب بید الضعیف النحیف خاکپائے قدم مبارک درویشان راجی اللہ داد ساکن قصبہ قصور در روز پنجشنبہ فی شھر ربیع الآخر تم"

مکتوباتِ صدی

مکتوباتِ صدی، شیخ شرف الدین یحییٰ منیری (مخدوم الملک) کے رشحاتِ قلم میں سے ہے۔ انہوں نے یہ سَو خطوط اپنے مرید قاضی شمس الدین حاکمِ چَوسر کے نام لکھے ہیں جو مصروفیات کی وجہ سے حاضرِ خدمت نہیں ہو سکتا تھا۔ مکتوبات زیادہ تر ۷۴۷ھ میں لکھے گئے تھے ان مکتوبات میں مکتوب الیہ کو تصوف وسلوک کے تمام اہم مسائل کی تعلیم دی گئی ہے۔ مکتوبات کے نسخے مختلف کتب خانوں میں ملتے ہیں۔ اصل فارسی اور اُردو ترجمہ چھپ چکا ہے۔

کتب خانہ فاضلیہ کا نسخہ خوبصورت نستعلیق میں میر علی اکبر نے ۱۱۵۵ھ میں کتابت کیا تھا۔

صحت کتابت اور خوبصورتی کے لحاظ سے نہایت عمدہ ہے۔

منتخب المناقب

حافظ احمد یار ساکن پاک پٹن نے خواجہ سلیمان تونسوی چشتی (م ۷ صفر ۱۲۶۷ھ) کی منقبت میں کتاب "مناقب شریفہ" لکھی۔ خواجہ اللہ بخش تونسوی اس کتاب کو بہت پسند کرتے تھے اور انہوں نے مولانا یار محمد ولد تاج محمد کو "مناقب شریفہ" کا اختصار تیار کرنے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ مولانا یار محمد نے افادۂ عوام کے لئے آسان زبان میں اختصار کیا۔

کاتب "فضل احمد" نے ۱۸۸۷ء/ ۱۳۰۴ھ میں کتابت مکمل کی۔

مجموعہ رسائل دہدار

یہ نسخہ عبید الاحرار محمد بن محمود الملقب بدہدار کے عرفان و تصوف کے موضوع پر لکھے گئے رسائل کا مجموعہ ہے۔ آخری ورق پھٹا ہوا ہے جس پر نام کاتب، تاریخ کتابت اور دوسری ضروری تفصیلات ہو سکتی تھیں۔

جملہ رسائل ایک قلم سے لکھے ہوئے ہیں۔ نہایت عمدہ نستعلیق خط ہے۔ صحت کتابت کے لحاظ سے معیاری کتابت ہے۔ رسائل کی تفصیل یہ ہے :

۱۔ اخلاصہ الرحمان فی تاویل خطبۃ البیان۔ ۲۔ رسالہ در اثبات واجب۔

۳۔ اشراق النیرین۔ ۴۔ دُرِ یتیم۔

۵۔ الف الانسانیہ (تفسیر عرفانی سورہ انشراح والضحیٰ)۔

اَورادِ نصیریہ

دن رات کے مختلف اوقات میں کیا اوراد و وظائف پڑھنے چاہئیں؟ صوفیاء اور اہلِ دل کی دلچسپی کا مرکز رہے ہیں۔ مؤلف کتاب ھذا نے دن کے مختلف اوقات میں اَوراد و

وظائف کا ذکر کیا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ کس ماہ میں کون سا ذکر زیادہ مؤثر ہے۔

"اورادِ نصیریہ" کے مرتب کا نام مذکور نہیں۔ البتہ کتابت "سراج الدین احمد" نے شعبان ۱۲۹۴ھ میں کی۔ جدولیں "احمد حسن" نے کھینچی ہیں۔ ترقیمہ بایں الفاظ درج ہے:

"نسخہ وظیفہ اورادِ نصیریہ حسب الارشاد جناب خان صاحب فتح جنگ اہلِ کار اجلاس خاص ریاست مالیر کوٹلہ بہ تاریخ بست ہشتم اگست ۱۸۷۷ء مطابق ہشتدھم ماہ شعبان ۱۲۹۴ھ ــ تحریر یافت"

فارسی متن نستعلیق میں ہے اور عربی عبارات نسخ میں کتابت کی گئی ہیں۔

جواہرِ محمودیہ

زیرِ نظر نسخہ تاج محمود بن عثمان کی تالیف ہے۔ اُن سے "محمود" نامی شخص نے استدعا کی کہ مختلف علوم کے فوائد لکھے جائیں۔ مؤلف نے اس استدعا کو منظور کرتے ہوئے یہ کتاب لکھی۔ کتاب چودہ ابواب (جواہر) پر مشتمل ہے۔ مختلف علوم کی اہم کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

الجوہر الاوّل فی علم الکلام۔

الجوہر الثانی فی علوم القرآن وما ھو بمنزلۃ الاصول التفسیر۔

الجوہر الثالث فی علم التفسیر۔ الجوہر الرابع فی علم اصول الحدیث۔

الجوہر الخامس فی علم الحدیث۔ الجوہر السادس فی علم اصول الفقہ۔

الجوہر السابع فی علم الفقہ۔ الجوہر الثامن فی علم النحو۔

الجوہر التاسع فی علم الصرف۔ الجوہر العاشر فی علم المنطق۔

الجوہر الحادی عشر فی علم المعانی۔ الجوہر الثانی عشر فی علم البیان۔

الجوہر الثالث عشر فی علم المعانی۔ الجوہر الرابع عشر فی علم الحکمۃ۔

الخاتمۃ فی مسائل متفرقۃ۔

کاتب کا نام اور تاریخ کتابت درج نہیں ہے۔

فرہنگ ابراہیم شاہی

فارسی زبان کے اِس لغت کے مرتب کا نام معلوم نہیں ہو سکا۔ مؤلف نے یہ لغت عہدِ ابراہیم لودھی (۱۵۱۷ء/ ۹۲۳ھ — ۱۵۲۶ء/ ۹۳۲ھ) میں مرتب کیا تھا اور اُسی کے نام معنون ہے۔ کاتب عبداللہ بن عبدالعزیز، ۷ محرم ۱۲۹۰ھ کو کتاب خانہ فاضلیہ کے نسخے کی کتابت سے فارغ ہوا۔ اوسط درجے کا نستعلیق خط ہے۔ ابواب کے عنوانات اور اہم الفاظ سُرخی سے لکھے گئے ہیں۔

فرہنگ میں صرف انہی الفاظ کا احاطہ کیا گیا ہے جو 'عربی' میں اور فارسی زبان و ادب میں مستعمل ہیں۔ فرہنگ ابراہیم شاہی کے خطی نسخے بہت کم ملتے ہیں۔ ایک نسخہ سلطان ٹیپو شہید کے کتب خانے میں موجود تھا۔ فہرست کتب خانہ کے مرتب چارلس سٹوارٹ نے فہرست میں اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فرہنگ کا خطی نسخہ خطِ شکستہ میں لکھا گیا ہے۔

فرہنگ ابراہیم شاہی کا ایک نسخہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (ضلع پشاور) کے کتب خانہ میں راقم کی نظر سے گزرا ہے۔